بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

”مَیں“ مِٹا
”خدا“ دِکھا

مُصنف: خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
معرؔوف پیر مدظلہ العالی

نورِ نگاہِ پیر عادلؒ حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
عبد الرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری
پیرؔ فہمی مدظلہ العالی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

”مَیں“ مِٹا
”خدا“ دِکھا

مُصنف:

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ

محمد فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی

معرَوف پیر مدظلہ العالی

انتساب

لاکھوں احسان و شکر اُس رب کائنات کا، کروڑوں درود و سلام آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکارِ دو جہاں محمد مصطفے ﷺ پر و صد در صد احسان و شکر پیرانِ پیر روشن ضمیر حضرت غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ و خواجہ ءِ خواجگاں خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ و تمامی اولیاء و مشائخین رضوان اللہ تعالی اجمعین کا جن کی روحانی امداد ہر دم قدم پر شامل حال ہے۔ انسان خدا کا مظہر اتم ہے۔ اس لئے وہ قابلیت رکھتا ہے کہ صفاتِ بشری کو فنا کر کے خدا میں مل جائے اور خدا کے صفات حاصل کر کے بقا کے مرتبہ کو پہنچے۔ رسول و پیغمبر علیہ السلام خدا کے مظہر خاص ہوتے ہیں۔ حصول معرفت کے لئے انسان کو مختلف ذرائع سے

گزرنا پڑتا ہے۔ میرے آقا و مولا پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری پیر فہمی مدظلہ العالی نے اِنھیں رموز سے آگاہی بخش کر خلافتِ قادریہ عالیہ خلفائیہ و خلافت چشتیہ بہشتیہ سے سرفراز فرما کر مسند رشد و ہدایت پر فائض کیا۔ اسی رشد و ہدایت کے ضمن میں کتاب ھذا ''میں مٹا خدا دکھا'' ہے۔ جو میں اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ ولایت میں نذر کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد فاروق شاہ قادری
الچشتی عادل فہمی نوازی
معروف پیر مدظلہ العالی

مَیں مِٹا خدا دِکھا

میں مرتا نہیں خدا دکھتا نہیں
میں سے بھلا ہو کیسے
پاس منزل ہے تیری
تجھ کو عیاں ہو کیسے

آج کا بیان ایک حکایت سے شروع کروں گا۔

کہتے ہیں ایک بھکاری تھا۔ بچپن سے ایک جگہ بیٹھ کر بھیک مانگتا تھا۔ بھیک مانگتے ہوئے جوان ہوا اور بوڑھا ہوا اور اس جگہ پر بھیک مانگتے ہوئے مر گیا۔ وہاں کے لوگوں نے سوچا ہم نے اُسے زندگی بھر بھیک دی ہے اُسے آج کفن کی دفن کی بھیک دیتے ہیں اور اُسی جگہ اس کو دفن کیا

جائے۔ جب وہ جگہ کھودی گئی تو سب کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔ یہ دیکھا کہ اس کے نیچے قیمتی خزانہ موجود تھا۔ تعجب کی بات یہ تھی وہ اتنے بڑے خزانے پر بیٹھ کر زندگی بھر بھیک مانگا اور بھکاری ہی مر گیا۔ یہ حالت کسی فقیر اور بھکاری کی نہیں ہے بلکہ یہ حالت سب کی ہے۔ ہر کوئی خزانے پر ہی بیٹھا ہوا ہے اور بھیک مانگ رہا ہے کیونکہ اُسے اپنے اندر چھپے خزانے کا علم نہیں ہے۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''میں چھپا ہوا خزانہ ہوں'' یہ بات دھیان میں رکھنا جو چھپا ہوا خزانہ ہے اس سے فیض نہیں۔ جو چھپائے ہو، اُسے بھی فیض نہیں۔ جو کھود کر لے جائے اس کو فیض ہے۔ ہر کوئی منزل پر ہے اور منزل ڈھونڈ رہا ہے کیونکہ آپ آپ کی 'اُس' میں' میں گم ہیں جس کو آپ جانتے بھی نہیں۔ جیسے آپ کے سامنے بہت بڑا پہاڑ ہو اور آپ کی آنکھ میں ایک چھوٹا سا کنکر بھی آجائے تو وہ اتنا

بڑا پہاڑ ایک کنکر کے آگے چھپ جاتا ہے۔ اتنا بڑا پہاڑ نظر نہیں آئے گا۔ تو اسی 'میں' کی آڑ میں اتنا بڑا خدا چھپ گیا۔ شیطان نے کروڑوں برس عبادت کیا پھر بھی دیدار الٰہی سے محروم رہا۔ پھر پستی کی طرف جانے کی وجہ کیا بنی وہ 'میں'۔ اس نے شرک و کفر نہیں کیا بلکہ تکبر کیا۔ اس نے کہا میں بہتر ہوں۔ اس سے اللہ بتا رہا ہے کہ اگر آپ ساتوں مقام بھی طے کر لو اور اگر آپ کے اندر رائی کے دانے کے برابر 'میں' باقی ہے تو آپ پستی پر واپس آ جاؤ گے اور 'انا' کو چھوڑ دیا تو اسی وقت سب پا جاؤ گے۔ لوگ سوال کرتے ہیں۔ ''میں خدا کو کب پاؤں گا'' میں کہتا ہوں ''جب آپ کی انا فنا ہو جائے گی'' اسی لیے کہا گیا جب میں نہیں تھا جب خدا تھا جب میں نہیں رہوں گا تو خدا رہے گا۔ فرعون نمرود شداد یہ سب میں میں کرنے والے تھے اور یہ فنا ہو گئے جانور میں میں کرتا ہے تو اس کے گردن پر چھری

چلائی جاتی ہے۔ پھر اسے لٹکا کر کھال اُدھیڑی جاتی ہے اور پھر کھال کو سکھا کر ڈھول بنایا جاتا ہے پھر وہ میں میں نہیں کرتا پھر اس میں سے تو تو کی آواز آتی ہے۔ تو جو میں کو لے کر چلا وہ فنا ہو گیا اور آپ اپنی 'میں' کو سمجھے بھی نہیں۔ آپ اپنی 'میں' سے ناواقف اور غافل ہیں۔ آپ اپنے جسم کے کسی بھی حصے پر انگلی رکھ دو نیا نام نکل کر آئے گا۔ لیکن 'میں' کسی سے نہیں نکل کر آئے گا۔ تو 'میں' کی حقیقت کو جاننا پڑے گا۔ آپ اسے فنا جبھی کر سکو گے جب آپ اسے جان لو گے جب تک میں کو سمجھو گے نہیں فنا نہیں کر سکتے۔ جیسا جب آپ رات کو سوتے ہیں تو ایسا ایک وقت آتا ہے آپ کے پاس میں نہیں ہوتی۔ اسی لیے جب آپ صبح اُٹھتے ہیں تو تر و تازہ اٹھتے ہیں کیونکہ جیسے ہی میں مٹتی ہے قدرت کاملہ داخل ہو جاتی ہے اور آپ اسی انرجی میں دن بھر چلتے ہیں۔ یہ دھیان رکھنا مٹنے کو قدرت گوارا

نہیں کرتی ۔جس طرح تالاب سے ایک گڑھا پانی لوتو اس تالاب میں اس جگہ ایک گڑھا بن جاتا ہے پھر چاروں طرف کا پانی اس جگہ کو بھرنے آجاتا ہے اسی طرح جیسے ہی میں ہٹتی ہے آپ اپنے اندر سے خالی ہوتے ہیں تو خدا سے بھر جاتے ہیں۔تو آپ اپنی میں سے بھرے ہوئے ہو جب کوئی چیز بھری ہوئی ہے تو اس میں کیسے کچھ اور بھرے گا۔اور میں مٹتے ہی ایک 'میں' آئے گی اپنی میں کو حق کی 'میں' میں دفن کرنا ہے۔جیسے منصور حلاجؒ نے کہا ''انا الحق'' جیسے بایزید بسطامیؒ نے کہا ''انا سبحانی مع اعظم شانی'' مگر اِس 'میں' میں اور اُس 'میں' میں فرق ہے۔ایک 'میں' نفس کی طرف سے ہے اور ایک 'میں' رب کی طرف سے ہے۔آپ کی 'میں' میں مٹنا گویا مرنے کی طرح ہے۔اور یاد رکھنا آپ خود سے وہ موت نہیں لے سکتے۔میں ایک مثال سے بتاتا ہوں۔آپ نے بکرا عید پر چار بکرے

لائے۔ اس میں سے دو خود بخود مر گئے اور دو کو آپ نے ذبح کیا۔ جو خود سے مرے ہیں آپ ان کا گوشت نہیں کھا سکتے کیونکہ مردار کا گوشت حرام ہے۔ تو جو اللہ مارے وہ حرام ہے اور جو تم مارے وہ کھا سکتے ہیں۔ یعنی یہ آپ کی 'میں' کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ جو مارے حرام ہے وہ اور حرام کی موت ایسی ہوتی ہے جو موت پیر عطا کرتا ہے وہ 'میں' کی ہوتی ہے۔ ایک جسم کی موت ہوتی ہے اور ایک 'میں' کی موت ہوتی ہے۔ جو 'میں' کی موت ہوتی ہے اسے اسی فنا میں بقا پوشیدہ ہے۔

ہوا جو تخم سا پائے مال میں نہال ہوا
حیات بعد ہوئی پہلے انتقال ہوا
وجہ معلوم ہوئی تجھ سے نہ ملنے کی صنم
میں خود پردہ بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''یا اللہ تو کب تک پردے میں رہے گا'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''جب تک تو پردے میں رہے گا'' یعنی تیرا پردہ ہی میرا پردہ ہے۔ یہ 'میں' کا پردہ ہے۔ اس پردے کو چاک کرنا ہوگا۔ تو مٹے گا کیسے تو پیر کی بارگاہ میں ہی ہوسکتا ہے تو جب مرید پیر کے قدموں پر اپنے سر کو رکھ رہا ہے تو وہ سر کو نہیں رکھ رہا گویا اپنی 'میں' کو رکھ رہا ہے۔ اسی لیے علامہ اقبالؒ کہتے ہیں۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گلِ گلزار ہوتا ہے

جو اہلِ دانہ ہوتے ہیں وہ اپنی دانائی کو پیر کے قدموں کی خاک میں فنا کرتے ہیں تا کہ وہ گلِ گلزار ہو جائے۔ جیسے ہی مٹا ویسے ہی بنا۔ فنا میں ہی بقا کا راز پوشیدہ ہے۔ ایسے سمجھ لو آپ کی جو 'میں' ہے قطرے کے مانند ہے

اور خدا کی 'میں' دریا کی مانند ہے۔ قطرہ اور دریا کے درمیان ایک بال برابر کا فرق ہے۔تو یہ قطرہ قطرہ ہے اور دریا دریا ہے۔تو بال برابر کا بھی 'میں' باقی نہیں رہنا۔جیسے ہی وہ قطرہ دریا میں ملا اسی وقت فنا ہوا اور اسی وقت بقا ہو گیا۔اور وہ قطرہ نہیں ملے گا جہاں دیکھو گے دریا نظر آئے گا۔قطرے کی طرف سے دیکھو تو قطرہ دریا ہوا اور دریا کی طرف سے دیکھو تو دریا قطرہ میں بند ہو گیا۔تو یہ دو شان ہیں۔ خدا کی طرف دیکھو تو خدا بندے میں سمایا۔ اور بندے کی طرف دیکھو تو بندہ خدا میں سمایا۔ پیر کے عشق میں مرید کی جو 'میں' فنا ہو جاتی ہے اسی مقام کو فنا فی الشیخ کہتے ہیں۔ جہاں آپ کی میں ختم ہوتی ہے اور پیر کی 'میں' میں آپ کی 'میں' دفن ہو جاتی ہے ۔ پیر میں رسول ﷺ کی 'میں' ہے اور رسول کی 'میں' اللہ کی 'میں' ہے۔

جو اولیاء کرام کی 'میں' ہوتی ہے وہ ان کی نہیں ہوتی

بلکہ حق کی 'میں' ہوتی ہے۔ نمرود و شداد اور فرعون والی 'میں' نہیں ہوتی۔ اللہ ان کی زبان سے 'میں' کہلوا رہا ہوتا ہے۔ اسی لیے حدیث قدسی ہے۔

'جب بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اُس کا کان میں بن جاتا ہوں وہ میرے کان سے سنتا ہے۔ میں اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں وہ میرے ہاتھ سے پکڑتا ہے۔'

یہ تو اللہ کا بہت بڑا احسان و کرم ہے کہ ہمیں پیر کی نسبت سے جوڑ دیا۔ تصوف میں تعلیم ہے چھوٹا ہونے کی۔ اگر آپ بڑا بننا چاہتے ہیں تو اس وقت آپ چھوٹے ہو جاتے ہیں کیونکہ آپ چھوٹے ہیں اسی لیے بڑا بننا چاہ رہے ہیں اور آپ چھوٹا بننے نکلتے ہیں۔ اُسی وقت آپ بڑے بن جاتے ہیں۔ بڑا ہی چھوٹا بن سکتا ہے جیسے ہی آپ خادم بنتے جاتے ہیں مولا آپ کو مخدوم کر دیتا ہے۔ ترازو ہے پہلا پلڑا جتنا نیچا ہوگا دوسرا پلڑا خود بخود اتنا ہی

اونچا ہو جائے گا۔ تو اپنی 'میں' کو ختم کرنا ہے اور پیر کی 'میں' میں لانا ہے۔ یہ میں نہیں بول رہا یہ میرا پیر بول رہا ہے۔ یہ میں نہیں دیکھ رہا سن رہا میرا پیر سن رہا اور دیکھ رہا ہے۔ اسی مقام کا نام ''فنا فی الشیخ'' ہے۔ 'میں مٹا خدا دکھا' جب تم رہو گے ہی نہیں تو خدا ہی نظر آئے گا۔

میں ہوں تو خدا نہیں خدا ہے تو میں نہیں
اس قدر تنگ ہے راہِ اُلفت اس میں دو کی جگہ نہیں

اور یہ 'میں' میں بہت نشہ ہے اسی لیے شراب کو 'مئے' کہتے ہیں اور جہاں مئے ملتی ہے اُسے میخانہ کہتے ہیں۔ تو وہ فنا والی 'میں' کا نشہ اور بقا والی 'میں' کا نشہ اور ہے۔

سرکار پیر عادلؔ بیجاپوریؒ فرماتے ہیں۔

پیر عادلؔ ایک میں کا سمندر تو میں بھی ہوں
جو بھر کے چھلک جائے وہ پیمانہ نہیں ہوں

اور یاد رکھنا جہاں تکبر ہے وہاں ایمان نہیں ہوسکتا۔

ایمان اللہ پر یقین ہے اور 'میں' یعنی 'میں پنا' تو تکبر میں رہو گے تو پھر ایمان کہاں سے رہے گا۔ اسی لیے پیر مرید کو اپنی 'میں' سمجھاتا ہے کہ یہ فنا والی 'میں' ہے۔ اسی لیے ہاتھ سے جو بھی دے رہا ہوں یہ میرا پیر دے رہا ہے۔ کیونکہ بیعت کے وقت میں نے اپنے ہر اعضاء کو اپنے پیر کے حوالے کر دیا ہے۔ اب یہ میرے پیر کی میں ہے پھر پیر آئینہ بن کر سامنے آتا ہے اور تمہاری حقیقت کو بتاتا ہے اور تمہاری 'میں' کو فنا کرتا ہے۔ اور حق کی 'میں' میں بقا کرتا ہے۔ اللہ کے 99 نام ہیں سوواں نام کون سا ہے پیر بتاتا ہے۔ سوواں نام 'میں' ہے۔ جب 'میں' کا ابجد نکالو تو سو نکلے گا۔ یہ 'میں' ایسا لفظ ہے جب بھی زبان سے بولو گے تو یہ خود کی طرف پلٹ کر آئے گا۔ تو غور کرنا ہے یہ مجھ میں میں کرنے والا کون ہے۔ غفلت والی 'میں' کو ہٹا دو۔ اب

حقیقت والی میں پر غور کرنا ہے۔ ہر کوئی اپنے آپ کو میں کہہ کر پکارتا ہے۔ سب کی وحدت کا نام میں ہے اور سب میں بولنے والا میں ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مبارک میں تھے سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے ہیں اور دستک دیتے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کون ہے۔ تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ ابوبکر تو حضور پوچھتے ہیں کون ابوبکر تو آپ کہتے ہیں آپ کا دوست ابوبکر تو آپ پوچھتے ہیں کون دوست تو پھر ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سمجھتے ہیں کہ آقا و مولا کوئی اور مقام پر موجود ہیں ۔ پھر حضرت عمر فاروقؓ آتے ہیں اور یہی معاملہ پیش ہوا پھر حضرت سیدنا فاطمہ سلام اللہ علیہا تشریف لاتی ہیں اور دروازے پر دستک دیتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کون تو ماں سیدہ فاطمہؓ فرماتی ہیں ابا جان میں ہوں۔ تو بولے کون تو۔

بولے میں فاطمہ۔ پھر پوچھتے ہیں کون فاطمہ تو پھر وہ کہتی ہیں۔ 'میں' میں ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پردے میں سے باہر آواز آتی ہے وہ 'میں' تو 'میں' ہوں۔ یہ بتاؤ آپ کون ہو۔ اسی لیے آیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایسا بھی مقرب وقت ہوتا تھا کہ وہاں کوئی مقرب فرشتہ بھی داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ تو وہ کون سی 'میں' ہے۔ تو جب اس 'میں' کو سمجھو گے تو پار ہو جاؤ گے۔ تو پیر اس 'میں' کو بتاتا ہے۔ ساری 'میں' اس 'میں' میں زندہ ہے۔ اگر وہ 'میں' نہ ہوتی تو کوئی 'میں' زندہ نہ ہوتی۔ 'انا' کو پلٹو تو 'انا' ہی ہے۔ جیسے شمس تبریزؒ نے کہا میرے حکم سے اُٹھ جاؤ تو وہ 'انا' میں کون سی 'انا' تھی تو وہ فنا فی التوحید کی 'انا' تھی۔ اب وہ زبان اللہ کی ہوگئی۔ تو ذرا سوچو یہ آپ کے تمام اعضاء آپ نے کہیں سے لایا نہیں گھر میں بنایا نہیں تو کس نے دیا۔ اللہ نے دیا۔ تو یہ ہاتھ تو ہاتھ اللہ نے دیا کہا اللہ

نے دیا تمام اعضا اللہ کے ہیں تو اب آپ فنا فاللہ بقا باللہ کے مقام پر آ گئے اب 'میں' نہیں رہا اب تو ہی تو ہے۔

تیرا جلوہ یہاں چار سو ہے
جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے
نہیں حق کے سوا موجود کوئی
یہی مطلب ہے لفظ ما سوا کا

اس لیے صوفیاء کرام کہتے ہیں" لا موجود الا اللہ" جدھر دیکھتا ہوں میں تو ہی تو ہے تیرا ہی جلوہ چار سو ہے۔ اپنی میں کو پیر کی ذات میں مٹانا ہے۔ پیر کی تعلیم پیر کی محبت میں مٹیں گے اور سب سے بڑی چیز ہے عشق پیر۔

'میں' کو مٹانے کے دو ہی راستے ہیں۔ ایک محبت اور دوسرا مراقبہ۔ ظاہر میں دیکھنے میں یہ دو راستے ہیں۔ مگر حقیقت میں ایک ہی راستہ ہے۔ محبت میں عاشق مر جاتا

ہے اور معشوق رہ جاتا ہے۔ کیونکہ محبت اپنے اندر آبِ حیات بھی رکھتی ہے اور زہر بھی۔ محبت عاشق کے لیے زہر اور معشوق کے لیے آبِ حیات ہوتی ہے۔ عاشق فنا ہو جاتا ہے۔ اور اُسی وقت معشوق ظاہر ہوتا ہے۔ پھر آخر میں بھی یہی ہوتا ہے آپ کی 'انا' فنا ہو جاتی ہے اور 'میں' جیسے ہی مٹی اسی وقت خدا ظاہر ہوا۔ اتنی آسانی سے یہ 'میں' نہیں مٹے گی۔ اتنی زندگی بھر اس 'انا' کو پالا ہے۔ ہوشیار وہی ہے جو دوسروں کی موت میں اپنی موت دیکھ لے اور پار ہو جائے اور بے وقوف وہی ہے جو دوسروں کی موت کو دوسرا سمجھے۔ جب تک آپ کے دم میں دم ہے جب تک یہ سب ہیں۔ جیسے ہی دم گیا سب گیا۔ تو جو چھوٹنے والا ہے تو اس پر سے اپنی گرفت کو ہٹا دینا۔ آپ گھر میں رہنا مگر گھر آپ کے اندر نہیں رہنا۔ تو پیر کے قدموں میں سر کو رکھ دینا۔

درِ حبیب پر تونے سر جھکا کر سر کو اٹھا لیا
تجھے کچھ خبر ہے او بے خبر یہاں ایسا سجدہ حرام ہے

سر جھک گیا تو جھک گیا۔ دے دیا تو دے دیا ۔جب اِمام حسین علیہ السلام کا سرِ مبارک دمشق لے جایا گیا اور پھر جو بھی معاملات ہوئے اور آپ کا جسد مبارک کربلا میں موجود تھا۔سارے معاملات ہونے کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک لے کر آتے ہیں۔لانے کے بعد وہ جسد مبارک کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں اور جیسے ہی جوڑتے ہیں وہ سر مبارک اڑ کر دور چلا جاتا ہے تو حضرت زین العابدین علیہ السلام زار و قطار رونے لگتے ہیں اور کہتے ہیں ابا جان کیا خطا ہوگئی کیا غلطی ہوگئی تو پھر سر مبارک میں سے آواز آتی ہے۔اے میرے بیٹے لختِ جگر یہ سر

میں نے راہِ خدا میں دے دیا ہے اور ہم سخی لوگ ہیں جو چیز راہِ خدا میں دے دیتے ہیں اپنے پاس نہیں رکھتے چاہے وہ در ہو سر ہو یا گھر ہو۔ جب پیر کے قدموں میں سر حقیقت میں دے دیا تو جب اُٹھے گا تو یہ سر تمہارا نہیں ہوگا۔ تو مولا ہماری 'میں' کو مٹا کر حق کی 'میں' کو بقا فرما دے۔ آمین

خاکپائے پیر فہمی حضرت خواجہ صوفی شیخ محمد
فاروق شاہ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی
معرؔوف پیر مدظلہ العالی

اھلِ سلسلہ حضرت پیر فہمؔی مدظلہ العالی کے خدمات

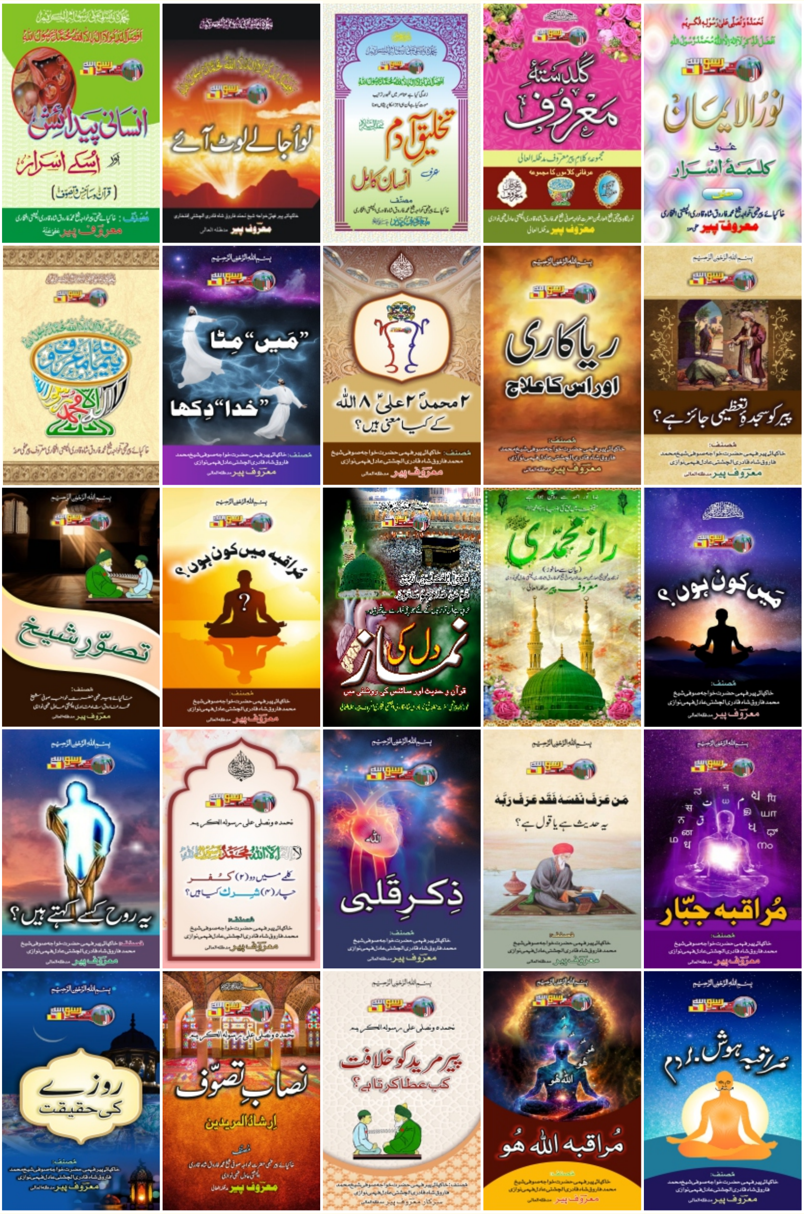

TASANEEF

Hazrat Khwaja Sufi Shaikh Mohammed Farooque Shah Qadri Al-Chishti
Adil Fehmi Nawazi **MAROOF PEER** Madzillahul Aali

ASTANA-E-MAROOF PEER

Maddikunta Village, Sadashiv Pet Mandal, Dist. Sangareddy,
Hyderabad, Telangana.

Contact : +91 9967 9857 02